رجسٹرڈ ایل

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی

شیخ یعقوب علی (تراب) ایڈیٹر

عام سے سالانہ قیمت ۲ پیشگی
خواص اور سعاونین جو لطف فرماوین

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

اخبار الحکم

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیان بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

نمبر ۱۱ | قادیان دار الامان ۲۴ مارچ سنہ ۱۹۰۰ء مطابق ۲۲ ذیقعدہ ۱۳۱۷ھ | جلد ۴

خطبہ

جو حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی نے ۹ مارچ سنہ ۱۹۰۰ء کو پڑھا

الحمد للہ رب العلمین الرحمن الرحیم ملک یوم الدین والصلوۃ والسلام علی رسولہ محمد والہ واصحابہ اجمعین اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم یا ایہا الذین امنوا اتقوا اللہ وامنوا برسولہ یوتکم کفلین من رحمتہ ویجعل لکم نورا تمشون بہ ویغفر لکم واللہ غفور رحیم ہ لئلا یعلم اہل الکتب الا یقدرون علی شیء من فضل اللہ وان الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم

مومنو! اللہ سے ڈرو اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ (اس کا نتیجہ یہ ہوگا) کہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے تم کو دو حصے دیگا اور ایک نور تم کو عطا کرے گا جس کو لیکر تم چلوگے اور ہر قسم کی کمزوریان معاف کر دیگا اور اللہ غفور رحیم ہے۔ اور تمہین ظاہری اور باطنی رحمت اور مغفرت اور نور عطا کرنے سے وہ دکھانا چاہتا ہے کہ اب وہ خاص تمہارا خدا ہوا اور اوسکا فضل بنی اسمٰعیل کی طرف منتقل ہوا اور تو کہ اہل کتاب یہ نہ کہین کہ مسلمان خدا کے فضل کے کسی حصہ کے ثبوت دینے پر قادر نہین اور وہ جانین کہ فضل (امتیاز بخشنا اور نور نبوت سے سرفراز کرنا اور فاتح قوم بنانا) اللہ کے ہاتھ میں ہے (یعنی اسرائیلی خاندان کے ٹھیکہ میں نہین آگیا اور انسانی تجویز اور انتخاب پر اس کی بنا نہین) اور اللہ بڑے فضل والا ہے یعنی اب نبوت محمدیہ اور اس کی برکات اور اس کے نمونے تمام گذشتہ فضلون اور نبوتوں سے بڑھ کر ہونگے ان ایات میں غور کرنے سے کئی سبق ملتے ہین۔ اول یہ کہ مومنون کو اس عالم مین کس قسم کی زندگی اختیار کرنی چاہیئے۔ دوئم اوس طرز زندگی سے مومنوں کو کس قسم کے امتیازی نشان ملتے ہین اور اوسپر کیا ثمرات مترتب ہوتے ہین ان دونوں باتون کو دوسرے الفاظ میں ہم یون کہہ سکتے ہین کہ ان

آیات سے پتہ لگتا ہے کہ اسلام لوگوں کو کس درجہ تک پہنچانا چاہتا ہے۔ قرآن کریم کی تعلیم کی آخری غایت مقصد کیا ہے اور نیز اسلام کے پیروؤں اور دوسرے مذاہب کے متبعین میں مابہ الامتیاز اور امر فارق کیا ہے جس سے صاف سمجھ میں آجاوے کہ یہ مسلمان ہے اور لاریب خدا کی طرف سے آئے ہوئے پسندیدہ الہی دین کا پیرو ہے اور حق پر ہے اور اوسکے بالمقابل نرا بطلان اور کفر ہے حقیقت میں بڑی بھاری بات اور [illegible] الشان امر جس پر لوگوں نے نگاہ کی ہے اور بڑے بڑے مباحثہ واقع ہوئے ہیں۔ وہ یہ ہے کہ انسان کی علت غائی کیا ہے؟ یا انسان کہاں تک کمالات حاصل کر سکتا ہے؟ میرے نزدیک بھی یہ سوال بہت عمدہ ہے اور ضروری ہے کہ ہر ایک سلیم فطرت میں یہ سوال پیدا ہو اس وقت دنیا میں مختلف مذاہب اور مشارب اور طرق رائج ہیں مگر کسی کو نہ تو دعوی ہے اور نہ کسی نے جرأت کی ہے اور نہ درحقیقت کسی کو منہ پر لانے کے لئے عرفان ہی بخشا گیا ہے کہ وہ انسان کو اس کے کمال مطلوب تک پہنچا سکتا ہے صرف قرآن کریم ہی ایسی کتاب ہے جس نے پوری بصیرت اور تحدی سے یہ دعوے کیا اور تعلیم بھی پیش کی ہے اور صراط مستقیم بھی دکھائی ہے۔ اور کمال مطلب تک پہنچے ہوئے لوگوں کے نمونے بھی دکھائے ہیں اب ہر مومن کو چاہیے کہ اپنی تلاش کے دامن کو بہت وسیع رکھے اور جب تک اوس امتیاز اور خاص علامت کے پھول اوس کی جھولی میں نہ پڑیں اس وقت تک ایمان کی کسی منزل میں توقف نہ کرے ہمارے شریک یہودی

اور عیسائی ہیں ہندو بھی ویدیت کی حیثیت سے اہل کتاب کے نام سے نامزد ہو سکتے ہیں۔ مگر عجیب بات یہ ہے کہ اون سب قوموں نے انسان کے کمال مطلوب تک پہنچنے کا نمونہ دکھانا تو ایک طرف اپنی بے برکتی اور اپنی کتابوں کی بے عزتی اور بے ثمری کا یہ ثبوت دے دیا ہے کہ برکات ایمانیہ اور ثمرات ایمان کو عقاید سے ہی نکال دیا ہے اور ایسے مدعی کے بے بصیرتی اور کوری سے سخت دشمن ہیں جو خدا کے وصال اور اسکی جناب میں باریابی کی علامات کا دعوی اور مطالبہ کرے۔ کیسا خشک دعوی ہے کہ یہود کہتے ہیں کہ ہم خدا کے فرزند ہیں اور ابراہیم کی یادگار رہیں : ور کوئی برکت کا نشان ہاتھ میں نہیں۔ اور کیسا قابل افسوس دعوے کفارہ کے معتقدوں کا ہے کہ وہ نجات یافتہ ہیں اور نجات کی کوئی علامت اور تقرب الی اللہ کی کوئی آیت ہاتھ میں نہیں جسے امتیازی طور پر نقد بہ نقد عالم کو دکھا سکیں اور نہایت جھوٹا دعوے ہے کہ وید آسمانی کتاب ہے اور آریہ پاک قوم ہے جب کہ بید برکات الہیہ کے دکھانے میں بید کی طرح بے ثمر ہے اب جب کہ قرآن کریم کا یہ صاف دعوی ہے کہ اہل کتاب کے مقابلہ میں امتیازی اور فضیلت کا نشان بخشتا اور نور مرحمت کرتا ہے۔ اور دوسری قوموں کے ہاتھ میں بجز خشک افسانوں کے اور کچھ نہیں تو کس قدر ضروری ہے کہ اہل اسلام اس نور امتیاز کے ہاتھ میں لانے کی فکر کریں اور ان خشک ایمانوں اور روکھی عبادتوں پر قانع نہ ہوں جو ان میں اور ان کے غیروں میں کوئی مابہ الامتیاز امر پیدا نہیں کر سکتیں۔ حقیقت میں اگر خشک

ایمان اور اپنے اپنے مسلمات اور عقاید کی بنا پر روکھی سوکھی عبادتیں ہی کمال مطلوب اور مایۂ ناز ہیں تو باطل کوئی شے نہیں اور حق کی کوئی صریح اور بین علامت نہیں اور یوں نعوذ باللہ عملاً یہ دکھانا ہوگا کہ قرآن کریم کسی ضرورت حقہ کے ساتھ نہیں آیا اور نہ کوئی ضرورت حقہ کے سامان ساتھ لایا ہے اور پچھلا ساختہ پرداختہ تباہ کرکے نئی کوئی بات اس نے انسان کے ہاتھ میں نہیں دی۔ اور اگر مسلمان اس امر کی طرف غور نہ کریں اور اپنی عملی خاص زندگی کی ایک زندہ مثال تیار نہ کریں تو گویا انہوں نے قرآن کریم کی وہی بیعزتی کی جو اہل باطل نے کی ہے جب کہ وہ کہتے ہیں کہ اگلی کتابوں اور تعلیموں کے موجود ہوتے قرآن بے ضرورت کیوں آگیا اور اوس نے آکر کیا کیا۔ ہر ایک مومن کا فرض ہے کہ اوس کے دل میں اس سوال کی اور پھر اوس کے حل کرنے کی گدگدی پیدا ہو۔ اور اگر جیسا کہ معمول ہے یوں ہی عادتاً ایک رسم کی پابندی کرتا ہے تو وہ اس شخص کی مانند ہے جو لق و دق جنگل میں بھٹکتا پھرتا ہے۔ میں پھر زور سے دعوی کرتا ہوں کہ اس سوال کو دنیا کی کل کتابیں (جو انسانی اصلاح کی مدعی ہیں یا کم از کم اُن کے ماننے والے ایسا سمجھتے ہیں) حل کرنے سے عاری اور تہیدست ہیں۔ اور یہ فخر اور امتیاز صرف قرآن کریم کو ملا ہے کہ اس نے انسانی ہستی کی غایت اور مقصد کو ہی بیان نہیں کیا بلکہ اوس کے حصول کی راہیں نہایت صفائی سے بیان کی ہیں۔ ان آیات کو پڑھ کر میں نہیں سمجھتا کہ ایک دل رکھنے والا انسان اس بچے کی طرح مطمئن ہو جاوے۔ جو روتا اور تڑپتا تھا

اور گود سے نکل نکل جاتا تھا مگر جوہین اوس کو مٹھائی کی ایک ڈلی یا ایک پیسہ مل گیا اوس سے ٹھنڈک سی آگئی۔ اور چپ چاپ ہوگیا۔ اسی طرح اُس بدنصیب پابند مذہب کا حال ہے جو مدت گذر گئی جو عبادت یا پوجا میں لگا ہے اور خدا خدا کرکے پکارتا ہے۔ مگر روح نے اطمینان سے یقین نہین دلایا اور نہ کوئی زندہ ثبوت ہاتھ آیا ہے کہ واقعی خدا ہے۔ اور یہ اسکا مقرب اور صالح عبد ہے۔ اور اگر کوئی دھوکے کی نکمی شئے پر بس کر جائے اور سچے ثمرات کی آرزو نہ کرے تو وہ اوس کھلونے اور گڑیا پر قناعت کرنے والے بچے کی طرح علوم عالیہ اور معرفت کی نہروں سے ناواقف ہے کہ معالی اور معارف کے لئے نہیں کڑہتا اور روح میں علوم عالیہ کے حصول کے لئے پانی کی طرح بہ نکلنے والی گدازش نہین پاتا۔ یہ آیت صاف طور پر مومن کی زندگی کا عام فرض اور مقصد بتلا رہی ہے یعنی اس سے پیشتر کہ اوسے وہ نور عطا ہو جسکے اندر الٰہی ہیبت اور خدائی رعب ہوتا ہے اور جسکے ساتھ وہ دیکھتا اور چلتا ہے۔ اور جس کے لئے فاران کی چوٹیوں کا مجسم نور علیہ الصلوٰۃ والسلام" یوں فرماتا ہے۔ اتقوا فراستہ المومن فانہ ینظر بنور اللہ اوسکو مومن بننا چاہئیے اور اوس کے بعد اُس ایمان کی تکمیل کے لئے جو چیز سب سے زیادہ ضروری اور لازمی ہے۔ وہ جس کے بدون کوئی قوم معزز و ممتاز ہو ہی نہین سکتی اور مومن کو مومن ہونے کے لئے از بس ضروری ہے وہ تقویٰ اللہ ہے بلکہ آیت کی ترتیب الفاظ بتلا رہی ہے کہ تقویٰ اللہ ہی گویا ایمان ہے تقویٰ کے معنے ہیں ہر حال میں اللہ ہی کو اپنی وقایہ سمجھنا یعنے ہر خطرہ مین اوسی کو ڈھال بنانا۔ ہر قسم کے شرک کی جڑھ کیا ہے غیر اللہ کو امید و بیم کا مرجع بنانا اور توحید کامل جسکو دوسرے الفاظ میں تقویٰ اللہ کہہ سکتے ہین اوسی کو محل امید و بیم سمجھنا ہے۔

غرض بات یہ ہے کہ ان آیات کو پڑھ کر ہر مسلمان کے دل میں یہ سوال پیدا ہونا چاہئیے۔ کہ خدا تعالیٰ جو تقویٰ اختیار کرنے سے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے سے دو حصہ رحمت کے دینے کا وعدہ فرماتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ ایک نور ملے گا جس سے مومن ممتاز ہو جاوین گے۔ اور ایک امر فارق پیدا ہو جاوے گا جس سے یہ معلوم ہو کہ یہ مسلم ہے اور دوسرے باطل ہیں۔ وہ صفات ہم مین کہان تک ہیں؟

مجھے اچھی طرح سے یاد ہے اور بہت دنون سے یاد ہے کہ میں جب اون آیات کو پڑھا کرتا تھا تو کچھ لطف نہ آیا کرتا تھا پھر ایک وقت مجھ پر گذرا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اکثروں پر ایسا وقت آیا ہوگا کہ ان آیات کا مفہوم و مصداق سمجھنے کے لئے کوئی اسوہ نگاہ مین نہین آتا تھا۔ آخر اپنے آپ کو بھی مسلمان ہی مانا جاتا تھا مگر اپنے اندر اُن انوار و برکات کا جو ان آیات کا مفہوم ہے شعشعہ بھی نظر نہ آتا تھا اور جب نگاہ ذری وسیع ہولی تو حسن ظن مولویوں صوفیوں اور فقیروں کو پیش نظر کرتا۔ مگر پھر یہ مشکل پڑی کہ وہ بھی حیران اور سرگردان اور ثمرات ایمان دکھانے سے قاصر اور عاجز اور نری خشک نمازوں اور لفظ رٹنے پر قناعت کرنے والے اور کوئی اون میں حقیقی نور کا مدعی نہ تھا اور ہمارے ایک بڑے نیچری مولوی صاحب جنکا نمونہ دینداری زیادہ تر ہمارے محلہ مین تھا وہ نماز کو ہمیشہ اس طرح پڑہتے جیسے جانور پنجرے مین پھڑ پھڑاتا اور نکل بھاگنے کے لئے تڑپتا ہے وہ ہمیشہ یہی کہتے کہ ہم تو عادتاً مسلمان اور نمازین پڑہتے ہیں ورنہ مزا تو ہمیں کوئی نہین اور نہ ہم لطف و ذوق کے قائل ہین۔ غرض اس سے یہ خیال پیدا ہوتا کہ ہم میں اور دیگر مذاہب مین مابہ الامتیاز کیا ہے یہ تو نرا دھکا ہے کہ ہم اوروں کو کافر کہتے ہیں اور کوئی خاص نشان تو ہم میں بھی نہین اور پھر شدۃ اعتقاد یا تعصب کی وجہ سے قرآن کریم کی ان آیات کے مطلب کو حوالہ بخدا کر دیتا یہاں تک کہ اوس حقیقی مسلم۔ مسیح احمد اور غلام احمد کا مبارک دامن ہاتھ آیا۔ اس نور اللہ نے قرآن کریم کے اس دعوی کی تصدیق کی اور اپنے قول اور فعل سے بڑے زور کے ساتھ ثابت کیا کہ قرآن کا یہ دعوے بالکل صحیح ہے کہ اتباع الرسول سے ایک نور ملتا ہے جس کو دنیا دیکھ سکتی ہے۔ اور جیسے ایک کافر کی پیشانی پر رنگ فنا لکھا ہوتا ہے اسی طرح اوس متقی مومن بالرسول کی پیشانی پر (نور) لکھا ہوا ہوتا ہے اور خدا تعالیٰ کی رحمت کے دو حصے اسکو دئے جاتے ہین۔ جنکو ہر ایک دیکھ سکتا ہے۔ اور تمام مذاہب اوس کے آگے سر عجز خم کر دیتے ہین کہ خدا کے تقرب کا نور بجز اوس کے اور کسی کے ہاتھ مین نہین چنانچہ یہ اوسکا دعویٰ کس قوت و شوکت کو اپنے اندر رکھتا ہے کہ کم سے کم دعویٰ پر ہی خیال کیا جاوے تو

تو روح سجدہ میں گر جاتی ہے چنانچہ اوس کے بلند دعاوی سے یہ ذرا سا نمونہ ہے۔

ہر طرف فکر کو دوڑا کے تھکایا ہم نے۔
کوئی دین دین محمدؐ سا نہ پایا ہم نے۔
ہم نے اسلام کو خود تجربہ کرکے دیکھا۔
نور ہے نور اٹھو دیکھو سنایا ہم نے۔
اور دینوں کو جو دیکھا تو کہیں نور نہ تھا۔
یہ ثمر باغ محمدؐ سے ہی کھایا ہم نے۔
آج ان نوروں کا اک زور ہے اس عاجز میں
دل کو ان نوروں کا ہر رنگ دلایا ہم نے۔

آج میں یہ سوال ہر شخص سلیم الفطرت کے آگے دائر کرتا ہوں اور خدا تعالیٰ کی قسم دیکر پوچھتا ہوں کہ ان آیات کو پڑھو اور پھر بتاؤ کہ آج کون ہے جو عملی طور پر ان آیات کی صداقت دکھاتا یا دکھا سکتا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ آسمان کے تلے اور زمین کے اوپر صرف صرف ایک شخص ہے اور وہ ہیں ہمارے امام ہمام مسیح موعود علیہ السلام۔ اور اگر کوئی بغض اور عناد اور عدوان کی وجہ سے ہمارے امام کا انکار کرے تو اوس کا فرض ہوگا کہ وہ ایسا انسان پیش کرے جو فضل اللہ کا کھلا کھلا امتیازی نشان ان آیات کے بموجب اپنے ساتھ رکھتا ہو اور اوس نے کہا ہو کہ یہ جو کچھ مجھے ملا ہے وہ صرف صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اور اتباع سے ملا ہے اور پھر دنیا اوسکو دیکھ کر بول اٹھے کہ ہاں ہم میں یہ بات نہیں ہے صرف خشک تقریریں اور لفاظیاں کسی مذہب اور کتاب کی سچی وکالت نہیں کر سکتیں۔ آج بھی اور ہمیشہ سے باطل بھی اگرچہ کچھ مدت ہی کے لئے کیوں نہ ہو تقریر اور تحریر میں زبان اور قلم کو چلاتا ہی رہا ہے آخر کوئی عظیم الشان معیار ہونا چاہیے۔ آریہ عیسائی برہمو۔ فلاسفر بڑی بڑی لمبی تقریریں کرتے ہیں اور ایک کتاب کے بدلے دس کتابیں لکھدیتے ہیں محاربے اور مباحثے سب فریق کرتے ہیں مگر یہ نزاع آخر تک فیصل نہیں ہوئی اور کیونکر ہو جب تک کھلا کھلا گردنیں جھکا دینے والا نشان ظاہر نہ ہو جسکی شوکت کے آگے سب خم ہو جائیں اور سب مذاہب اوس کی مثل لانے سے عاجز ہوں اور ایک شخص کیکیا دینے والی تحدی سے یہ دعوے کرے کہ قادر مطلق خدا کے فضل کا نشان جس کے اندر سے خود بخود انا الموجود کی ندا بلند ہو اور زندہ خدا کا زندہ ثبوت ہو۔ اور وہ نشان جو ایک زندہ کتاب کی زندہ برکت کا ثبوت ہے اور صاف صاف یوں کہو کہ قرآن کریم کے دعووں کے ثبوت کا نشان ہے مجھ میں ہے۔ اور ہے کوئی اور شخص جس کے اندر یہ نشان ہو۔ غرض قرآن کریم کا یہ دعوے چلا آتا تھا اور اسکا علمی ثبوت آج تک کسی نے نہ دیا تھا اور یہ بڑا بھاری قرضہ مسلمانوں کی گردنوں پر چلا آتا تھا۔ کوئی مولوی کوئی درویش کوئی صوفی کوئی سجادہ نشین قرآن کے اس دعوے کے ثبوت اور قرآن کو اپنے دعوے میں واقعی صادق اور ممتاز ثابت کرنے کے لئے نہ اٹھا اور یوں مذاہب باطلہ کی شوخی اور دریدہ دہنی اور خیرہ چشمی حد سے بڑھ گئی تھی۔ اتنے میں ایک خدا کی برکت دئے ہوئے موعود نے مید انمیں نکل کر اس کا دعویٰ کیا اور مذاہب باطلہ کے علم کو اوندھا کر دیا اے ہمارے امام اے صاحب الزمان مہدی اے موعود مسیح تجھ پر خدا تعالیٰ کی بڑی بڑی برکتیں اور صلوات ہوں تیرے لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سلام بوجہ ذخیرہ رکھتا ہوا نہ تھا۔ رسول کریم نے تیری ممتاز خدمات دیکھکر فرط خوشی سے تجھے سلام کہا۔ یہ فخر صرف تجھ اکیلے کو ملا لاکھوں اولیا قطب غوث ہوئے مگر آپ کا سلام کسی کے لئے امانت چلا نہیں آتا تھا۔ اے جری اللہ اگر تو نہ آتا تو یہ ایک ایسا سوال قرآن کریم پر تھا جسکا جواب نہ ہو سکتا تھا۔ غرض اگر قرآن کریم کی تعلیم سے صرف اتنا ہی ہو کہ انسان اخلاق و عادات میں اچھا ہو جائے اور بے شر متواضع اور خاکسار بن جائے تو یہ بڑی بات نہیں۔ فطرتاً ہر ایک مذہب میں یہ تفاوت اچھے ہوتے ہیں۔ قاصر اور غالب اور عظیم الشان گردن شکن نشان جو ذات مستجمع صفات کاملہ کا پورا آئینہ ہو اور اسلام کے متبع اور اوس کے غیر میں امر فارق ہو وہ ایک ہی نشان ہے جو خلیفۃ اللہ میں خدا کے قادر کا ظل ہونے کی جہت سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ زمین میں کل زمینی طاقتوں اور علموں اور منصوبوں اور مکیدوں کو پست کر دیتا ہے اور اسکو نور واضح اور بینہ یعنی قاہرانہ پیشگوئیوں کے توسط سے اپنے مخالفوں پر صوری اور معنوی بین فتح حاصل ہوتی ہے اور علم اور زور اور بت ستا اور بت گر دونوں اس کے آگے ذلیل ہو جاتے ہیں۔ وہ ان اعتبارات اور نسب اور شئونوں سے خدائے غیب کی ذات اور اسکی صفات و اسماء کا زمین پر مشہود اور مرئی ثبوت ہوتا ہے۔ وہ خدا جو تمام مذاہب اور فلسفیوں سے مخفی ہوتا ہے۔ اسے وہ اجلی البدیہات ثابت کر دیتا ہے۔ غرض بڑے غور کے قابل یہ بات ہے کہ قرآن کریم

کا یہ کیسا اور کتنا بڑا دعوے ہے کہ میں انسان کو انسان کی غایت مطلوب تک پہنچا دیتا ہوں۔ یہ حق آسمانی کتاب کا ہے کہ ایسا بلند دعوے کرے۔ دنیا میں مادی اشیاء کی نسبت ہم ایسا مدعی کسی کو نہیں پاتے۔ مثلاً ایک لوہار دعوے نہیں کر سکتا کہ لوہے کو اوس کی غایت تک پہنچا دیتا ہے اور کوئی نجار دعوی نہیں کر سکتا کہ وہ لکڑی کو اوس کے کمال مطلوب تک پہونچا سکتا ہے جبکہ محدود مادی چیزوں کی نسبت ایسا دعوی کسی سے بن نہیں پڑا تو انسان کو جو ایک عالم صغیر اور بیحد قوا رکھتا ہے اوسکے کمال مطلوب تک پہنچا دینے کا کوئی یہیں آدمی مدعی کیونکر ہوسکتا ہے۔ یہ فضیلت اور عزت قرآن کریم کے لئے ہی مخصوص ہے کہ وہ یہ دعوی کرتا ہے کہ انسان کو اسکی غایت تک پہنچا دیتا ہے اور اوس کے اس دعوے کو آج مرزا غلام احمد نے خدا تعالی کی نصرتین اور تائیدین اوسکے شامل حال ہون اپنی زندگی سے ثابت کر دکھایا ہے۔ اس میں شک نہین کہ قرآن کریم ہر قسم کے کمالات و برکات اور فیوض اور انوار کا جامع ہے مگر مبارک ہے وہ جسنے قرآن سے نور حاصل کرکے دوسرے چراغوں کو روشن کرنے اور جہان کو تاریکی میں پڑے ہوئے ثابت کر دکھانے کا دعوی کیا اور یوں قرآن اور حامل قرآن کی لاج رکھ لی اس بات کے ثابت کرنے کے لئے بہت سے دلائل کی ضرورت نہین کہ مسلمان صدیوں سے اس شرف کو کھو چکے ہین کہ وہ فضل کا نشان اور نور اور علامات مغفرت اپنے اندر دکھا سکین۔ اور اہل کتاب پر حجت ثابت کرین۔ جو شخص اس دن جلسۂ مذاہب مین موجود ہوگا۔ جب ایک مسلمانی کا بڑا مدعی

سٹیج پر کھڑا ہوا اور مختلف مذاہب کے وکلا کے سامنے اس نے بڑی ذلت سے اعتراف کیا کہ آج اسلام میں کوئی برگزیدہ اور ولی نہین۔ جو کرامت اور خرق عادت دکھا سکے۔ گویا آج اسلام صرف اساطیر الاولین۔ سے زیادہ نہیں اور علمی اور نمونہ کی برکت اس میں کچھ بھی نہین اور ہمارے ہاتھ میں آج نری باتین ہی باتیں ہیں غرض جسنے اوس اسلام کے نادان دوست کی بات کو سنا اور یاد رکھا ہے۔ وہ خوب سمجھ سکتا ہے کہ کسقدر ضرورت کو حضرت مرزا غلام احمد قادیانی نے پورا کیا ہے۔ کاش مسلمان اس ایک بات کو سمجھین اور تدبر کرین میرے دوستو کسقدر لذت آتی ہے اور میں تو محسوس کرتا ہون کہ میرا دل لذت سے سرشار ہوا جاتا ہے۔ جیسے پیاس کے وقت برفانی اور شیرین پانی سے روح میں فرحت آتی ہے۔ جب میں دیکھتا ہون کہ یہ دعوی جو ثبوت چاہتا تھا اور حق و باطل مین اشتباہ واقع ہوگیا تھا۔ رسول اللہ کے سچے متبع احمد کے غلام نے اسکا ثبوت دیا اور الحق کو الباطل سے جدا کر دیا اور لیظہرہ علی الدین کلہ کے مفہوم کے مطابق کسطرح تمام ادیان باطلہ پر اسلام کی حجت کو غالب کر دیا ہے۔ قرآن کریم کی طرح قرآن کریم کے ثبوت مین حضرت مسیح علیہ السلام نے دو ہی راہیں اختیار کی ہیں ایک طرف حجج باہرہ اور دلائل ساطعہ اور براہین جلیہ سے جو کتابوں کے ذریعہ سے شائع کی ہیں۔ نور دکھا کر دشمنوں کو پست کر دیا ہے۔ اور دوسری طرف مقتدر پیشگوئیوں اور قاہرانہ نشانوں سے اعداء اللہ کا سر نیچا کر دکھلا دیا ہے اور از سر نو

دکھا دیا ہے کہ قادر مطلق مدبر بالارادہ علیم خبیر قدیر ہستی ہے اور ہر ایک باطل پر ایسا رعب پڑ گیا ہے کہ اُس کے نام سے کانپتا ہے اور جیسے فاروق کے سایہ سے شیطان بھاگتا تھا مسیح موعود کے ہر ایک خادم کے نام سے دجال کے فرزندوں کے اندام پر لرزہ پڑ جاتا ہے۔ اسلئے کہ دل یقین کرا دیتے ہیں کہ حقیقی نور اور فضل اسی پاک جماعت کے ہاتھ میں ہے۔ یہ کیا کم فخر کی بات ہے کہ ایک مرزائی کا نام ایک عیسائی اور اوس کے ہم رنگ باطل کی شکست اور ہزیمت کے لئے کافی ہے درحقیقت جیسا کہ قرآن کریم میں فرمایا ہے لم یکن الذین کفروا من اھل الکتب و المشرکین منفکین حتی تاتیھم البینۃ

اس بینہ کی ضرورت اس زمانہ میں تھی۔ اور یہ نصاری اور آریہ اور دیگر اہل باطل کبھی بھی اسلام کا پیچھا چھوڑنے والے نہ تھے جب تک ایسے معجزہ کا مدعی ظاہر نہ ہوتا۔ کفر کی تائید میں بڑی بڑی ضخیم کتابیں مختلف عنوانوں سے لکھی گئیں اور جرمن سلور کے ملمع کی طرح ان کی قلم اور زبان کے ملمع نے حق کو چھپانا چاہا اور تحریروں اور تقریروں کی آندھیاں چڑھ آئیں۔ اور کچھ امتیاز نہیں ہوتا تھا کہ صادق کون ہے اور کاذب کون اسلئے کہ خشک لفاظی پر ہر طرف مدار تھا۔ اللہ اللہ!! آسمان چلاتا تھا اور زمین چیخ چیخ کر کہتی تھی کہ فسق حد سے بڑھ گیا ہے۔ اور باطل نے حق کو دبا لیا ہے اور اسلام اور قرآن اور پیغمبر علیہ السلام سب دہائی دیتے رہتے تھے کہ انکی سخت توہین کی گئی ہے۔ مگر تمام مولوی اور صوفی اور کشف القبور کے مدعی خواب غفلت مین سوئے ہوئے تھے۔ ایک بھی نہ ہوا جو قرآن کریم کی عزت وجلال کو قائم کرنے کے لئے کھڑا ہوتا اور خدا تعالی کے مقتدرانہ نشانات

کا جسنے لیکر بطلان کا مقابلہ کرتا۔ مگر یہ فخر اور امتیاز اوسی کو ملا جو ازل سے مشیت الہی میں اس کام کے لئے مقرر ہو چکا تھا۔ جسنے اپنی دعاؤں تقریروں۔ تحریروں اور مقتدر نشانوں سے باطل کا منہہ پھیر دیا اور صداقت اور قرآن کی عزت رکھہ لی۔

غرض اسوقت یہ ہے کہ ہمارے احباب جو یہاں موجود ہیں اور جو یہاں موجود نہیں سبکے سب ان باتوں پر پوری توجہ کریں اور اپنی چال چلن میں ایسی نمایاں تبدیلی کرکے دکھاویں جو قرآن کریم کا منشا ہے اُنمیں اور اُنکے غیروں میں وہ فرق ہو جو ایک حیوان اور انسان میں ہوتا ہے۔ میرے دوستو! آرام نہ پکڑو اور ایک بیقرار کردینے والی تڑپ پیدا کرو مغفرت کی فکر کرو جو سارے اندرونی جذاموں۔ حسدوں۔ بدظنیوں بخلوں اور ہر قسم کے غل وغش کو ڈھانپ دیتی ہے۔ خوب سوچو اور اسکا جواب خود اپنے آپ کو دو کہ تم میں جو قادیان میں رہتے ہو اور ان میں جنہیں یہاں رہنا نصیب نہیں بلحاظ سیرت و اخلاق کے کیا فرق ہے اگر تم میں بھی وہی رذالت اور سفاہت اور تحاسد اور تباغض اور تدابر ہے تو پھر بہت خطرہ کا مقام ہے۔ اگر خدا کے برگزیدہ کے نقش قدم پر چلکر دل بریاں اور آنکھیں گریاں نہیں اور روحیں آستانہ الہی پر گری ہوئی نہیں۔ تو کیا امید ہو سکتی ہے کہ تم کنتم خیر امة اخرجت للناس کے مصداق بنوگے جیسے تمہارے امام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے اتباع کا نمونہ دکھادیا ہے اوسیطرح تم اپنے امام کے سچے اتباع کا نشان پیدا کرو۔ یاد رکھو یہ کبھی نہیں ہوتا کہ راستباز آوے اور میخ فولاد کی طرح اسکی راستبازی دلوں میں گھر نہ کر جاوے۔ اوسکی زندگی ایک نور ہوتی ہے خدا کا مامور اور راستباز دس ہزار آدمی میں اکٹھا شناخت کیا جاتا ہے اور وہ ممتاز نظر آتا ہے مگر مخفی بدکاریاں اور نہان در نہان معصیتیں اُسکے انکار کا موجب ہوجاتی ہیں پس ہمارے بھائیونکو چاہئے کہ وہ محاسبہ نفس کریں اور سعی کریں کہ وہ خوفناک مرض جو اندر ہی اندر تپ دق کی طرح کھاتا ہے نہیں نہ لگ جاوے کہ اوسکا نتیجہ آخرکار اس سلسلہ سے کٹ جانا ہوگا۔

الغرض مبارکی ہو ہمارے امام کو جسنے اپنے دعوی اور دلایل سے پھر قرآن مجید کو زندہ کیا اور اُس نور یعنی امتیازی نشان کا ثبوت دیا جو ہمیشہ سے مسلین یعنی تمام انبیاء علیہم السلام کا ورثہ اور خاصہ چلا آتا تھا۔ یہ اس پاک انسان کا بڑا بھاری احسان اور عظیم الشان تجدید ہے۔ مبارک وہ جو اس پر غور کرے بالآخر میں دعا کرتا ہوں کہ خدا تعالی مجھکو اور میرے دوستونکو بھی اس نور کا وارث کرے کہ سب قومیں اس امتیازی نشان کیوجہ سے ہمیں شناخت کریں اور اپنے مامور کی دعاؤں سے ہمیں بھی حصہ دے تاکہ ہم بھی اوسکا نمونہ بنکر دکھاویں آخر ہم بھی اوسکی ہی شاخین ہیں۔ ہمارے اخلاق عادات قرآن کریم کی امتیازی حکومت کے نیچے ہوں اور ہمارے اندر وہ تاثیر ہو جو صحابہ کرام کو دی گئی تھی کہ ایک ایک نے اُن میں ہزاروں دلوں کو اپنے پاک انفاس اور نیک نمونے سے فتح کیا۔ آمین +

ڈاکٹر رحمت علی صاحب دار الامان میں

ڈاکٹر صاحب اپنے اخلاص اور رخشندہ نمونہ کی وجہ سے ہماری جماعت میں بہت مشہور ہیں اور تھوڑے آدمی ہونگے جو آپ کے نام سے واقف نہوں حضرت اقدس کے ہر سلسلہ میں وفاداری کے ساتھہ امداد دیتے ہیں + چونکہ ڈاکٹر صاحب چار مہینے کی رخصت لیکر امام الزمان کے حضور رہ کر اکتساب فیض کے لئے آنے والے ہیں۔ اس لئے اپنے بھائیوں اور ڈاکٹر صاحب کے دلی احباب کو اطلاع دی جاتی ہے کہ وہ ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء تک دار الامان میں انشاءاللہ پہونچ جاینگے۔ اون کے نام کے خطوط وغیرہ دار الامان ہی میں روانہ کریں +

مدرسہ تعلیم الاسلام اور اوسکی امداد کے لئے نئی تجویز

مدرسہ تعلیم الاسلام کی ضرورت پر ہم نے ایک علیحدہ آرٹیکل لکھا ہے جو عدم گنجائش کی وجہ سے اشاعت آیندہ تک ملتوی کرنا پڑا ہے۔ اسمیں ہم نے مدرسہ کی امداد کے لئے ایک تجویز پیش کی ہے اس امید پر کہ اُس کی اطلاع بہت جلد ہو جاوے۔ ہم اوس تجویز کو یہاں درج کر دیتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ ہر ایک شخص جو مدرسہ تعلیم الاسلام میں جو کچھ بھی چندہ دیتا ہے وہ ایک سال کا چندہ بطور امداد دے اور عید الضحی پر قربانی کرنے والے احباب قربانی کی کھالیں فروخت کرکے سب روپیہ مدرسہ تعلیم الاسلام کے لئے روانہ کریں۔ اور اون کھالوں کا انتظام ہر شہر میں مجلس فرقانیہ کرے۔

اون دوستوں کی تحریک اور ایماء پر جنہوں نے حضرت مولانا مولوی نور الدین صاحب سلمہ ربہ کو الاعلام شائع کرنے کی صلاح دی تھی ہم نے ذیل میں اوس اشتہار کو چھاپ دیا ہے جس کے متعلق گذشتہ اشاعت میں ہم نے اپنے ناظرین اخبار کو توجہ دلائی ہے ہم امید کرتے ہیں کہ ان اغراض کے پورا کرنے کے لئے دست ہمت کھولا جاوے گا +

حضرت صاحبزادہ دولت احمد

(سلمہ اللہ تعالی)

حضرت اقدس کے چوتھے مبارک فرزند حضرت مرزا مبارک احمد صاحب کا دوسرا نام صاحبزادہ دولت احمد رکھا گیا۔ (اللہم اجعلہ مبارکا فی الدنیا والدین) +

خلافت راشدہ الحمدللہ ۱۶۰ صفحہ تک طبع ہو چکی ہے۔ حضرت مسیح موعود کی سیرۃ اور تجدید دین ۴۰ صفحہ تک چھپ چکی ہے۔ تفسیر القرآن کی طبع کا کام شروع ہے۔

الاعلام

میں عرصۂ دراز سے بحضور حضرت امام حجۃ الاسلام سلمہ اللہ تعالیٰ سعادت اندوز رہا اور اب بھی ہون ہمیشہ حضرت ممدوح کی محنتون اور مشقتون کو دیکھتا تو مجھے جوش اٹھتے تھے کہ الٰہی کوئی دینی خدمت مجھسے بھی ہوتی اور خواہش تھی کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و رحمت سے توفیق عطا ہو۔ بحمد اللہ یہ مراد اسطرح پوری ہوئی کہ عید الضحیٰ کے بعد چند احباب نے حضور فقیر سے یہ امر پیش کیا کہ یہان مقام قادیان حضور امام حجۃ الاسلام کے آستانہ مبارک میں چند ضرورتین ہین۔

اوّل چند نومسلم نوجوان موجود ہین جن کے لباس اور تعلیم اور دوسری ضروریات کا کوئی انتظام نہین۔

دوم مؤلفہ القلوب لوگ آتے ہیں اور اُن کی آمد و رفت اور دوسری ضرورتون کا سامان نہین۔

سوم بعض نوجوان نیک چلن ہماری جماعت کے لڑکے اپنے سلسلہ کی تعلیم کو باینکہ وہ ہر طرح تعلیم کے قابل ہیں صرف قلت مال و افلاس کے باعث قائم نہین رکھ سکتے۔

چہارم بعض شرفا اپنی روحانی تعلیم کیواسطے یہان مقیم ہیں اور وہ ایسے ہین کہ کوئی عمدہ ہنر اور حرفہ نہین جانتے جس سے اپنی اور اپنے کنبے کی خبر گیری کرسکیں۔

پنجم بعض مسافر ایسے آجاتے ہیں جنکے پاس جانیکے لئے کرایہ نہین ہوتا اور وہ اپنے شوق سے کسی طرح یہان پہنچ جاتے ہیں یا کسی صدمہ سے بیخرچ ہو جاتے ہین پھر واپسی کے وقت انکو سوال کرنا پڑتا ہے یا حضرت امام حجۃ الاسلام کو رقعہ لکھتے ہیں اور تنگ کرتے ہیں۔

ششم بعض نومسلم اور غربا جماعت کی شادی کا سامان یہان کرنا پڑتا ہے اور اسکے لئے وقتاً فوقتاً چندہ کرنے میں مشکلات پیش آتی ہین علاوہ اسطرح بعض کو امراض میں ایسی ضرورتین پیش آجاتی ہین جنکے پورا کرنے کے لئے مالی امداد کی ضرورت پڑتی ہے۔

ہفتم بعض ہمارے نوجوان ہین جنکو کتابونکی ضرورت پڑتی ہے۔ اور میرے کتب خانہ میں حد سے حد دو دو تین تین نسخے ہوتے اور وہ اُنکو کافی نہین ہوتے۔

ہشتم بعض یتیم لڑکے اور لڑکیان حضور کے دولت سرائے میں ہیں اُنکی تعلیم اور شادی اور ضرورتون کا خیال ہے۔

نہم جن نومسلمون اور شرفا کا ارادہ ہے کہ یہان حضور امام صادق کے قدمون میں زندگی بسر کرین اُنکے لئے رہنے کو مکان نہین اور ہمارے مکان اور حضرت جی کے تمام مکانات پُر ہین توسیع مکانات کی ضرورت ہے۔

دہم ہماری جماعت کے واعظ بالکل قلیل ہین اور باینکہ ہماری جماعت کو ضرورتیں ہین قلت کے باعث اور اسلئے بھی کہ واعظ جو اپنی جماعت کے متعلق وعظ کرسکین کم ہین ایسے واعظ بنانا ضروری امر ہے جو بحث طلب مسائل اور امور متنازع فیہا پر بحث کر سکین۔ ان ضرورتوں کے متعلق میں نے اپنے احباب کو جب کچھ سنایا تو حکیم فضل الدین۔ نور الدین خلیفہ۔ میر ناصر نواب۔ منشی رستم علی۔ راجہ عبد اللہ خان۔ برادر عبد الرحیم۔ حافظ احمد اللہ خان وزیر خان نے پسند فرمایا۔ اسلئے گذارش ہے کہ جو احباب اس خیال کو پسند فرماوین وہ اپنی پسندیدگی کا اظہار فرماوین اور بحکم تعاونوا علی البر و التقوی ہمارا ساتھ دین۔ حضرت امام حجۃ الاسلام نے بھی اجازت دیدی ہے اور آمد و خرچ کے رجسٹر مجلس شوریٰ میں دکھائے جائیں گے

اور قرآن شریف۔ کتاب۔ نقد۔ کرتا۔ پاجامہ عمامہ ٹوپی وغیرہ جو کچھ کسی سے میسر ہو ہر ایک فرستندہ کو بھیجنے کا اختیار ہے۔ والسلام

المعلن مولوی نور الدین بھیروی

از قادیان

اشتہار

سررشتہ میونسپل کمیٹی امرتسر

میلہ مال مویشی و اسپان بساکھی ۷ر اپریل ۱۹۰۶ء سے شروع ہوکر ۱۶ر اپریل ۱۹۰۶ء تک امرتسر میں قرار پایا ہے اس لیئے مشتہر کیا جاتا ہے کہ مبلغ دو ہزار دس روپیہ مال مویشی کو مطابق شرائط مندرجہ فہرست انعام کے جو مشتہر کی گئی ہے دیا جاوے گا اور مبلغ چار سو روپیہ گھوڑوں کو انعام دیا جاوے گا۔

اگر کسی کو فہرست انعام درکار ہو تو درخواست بھیجکر منگوا لے مویشی قابل انعام تاریخ تشخیص انعام سے پہلے داخل احاطہ انعام ہونے چاہیے۔ ورنہ قابل انعام متصور نہیں ہونگے اور مادہ گاوان قابل انعام کے دودہ کا امتحان تاریخ تشخیص انعام سے تین روز پہلے کیا جاویگا یعنے ۱۱-۱۲-۱۳ اپریل ۱۹۰۶ء کو دو وقت صبح اور شام دودہ دوہ کر وزن کیا جاوے گا اور نیز میلہ اسپان بھی حسب دستور اسمو تعہ پر ہوگا۔ فروخت اسپان پر ایکروپیہ فیصدی محصول لیا جاویگا۔ اور واضح ہوکہ میلہ مویشی میں جو ٹکٹ فیس وقت داخل ہونے احاطہ میں مال کے دیا جاتا ہے۔ وہ بوقت واپسی یعنے باہر نکال لیجانے مویشی کے دروازہ پر واپس لیا جاوے گا اور خریدار مال کے پاس رسید بطور سند وصول یابی قیمت کی رہے گی۔

المشتہر

مسٹر جی السپ صاحب بہادر سیکرٹری میونسپل کمیٹی امرتسر

ممیرکا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل ایگزیمینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزون میڈیکل کالج کے پروفیسرون - نامور ڈاکٹرون والیان ریاست - اور ولائیت کے یونیورسٹی کے سند یافتہ ڈاکٹرون نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے ضعف بصارت تاریکی چشم دھند جالا پروال غبار پھولا سبل سرخی ابتدائے موتیا بند ناخنہ پانی جانا خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضون پر اب اس سرمہ کو استعمال کرتے ہیں چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہین رہتی بچہ سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکسان مفید ہے قیمت اس لئے کم رکھی ہے کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے مبلغ عہ ممیرکا سفید سرمہ اعلیٰ قسم فی تولہ سے خالص ممیرہ فی ماشہ عسہ مصری سرمہ فی تولہ ۴ر خرچ ڈاک ذمہ خریدار درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دین نقلی و جعلی ممیرے کے سرمہ کے اشتہارون سے بچنا چاہیئے - **المشتہر** پروفیسر میاسنگھ آہلو والیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور -

ان سے بڑھ کر اور کیا معتبر شہادت ہوسکتی ہے

(۱) میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ ممیرکا سرمہ جو سردار میاسنگھ اہلو والیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کیلئے بمنزلہ اکسیر ہے - آنکھوں سے پانی بہت جانا دھند سوزش ہر قسم جسکو عموماً آنکھہ آنا کہتے ہین - جلن کمزوری نظر ناخنہ باہر اور اندر کی جھلی کا زخم اور ان سے پیپ کا گرنا چونکہ اس سرمہ مین کوئی مضر کیمیاوی شئے نہین ہے اس لئے ہر کسی کے لئے استعمال مفید ہے مفصلات مین جہان لایق ڈاکٹرون کا ملنا مشکل ہے وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیئے اس لئے میں بلا شک و شبہ شہادت دیتا ہون کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے ممیرکا سرمہ ضروری ہے -

راقم ڈاکٹر ڈی - ایم - بی - ایم سانگلی صاحب بہادر ایم بی ایم ایس سند یافتہ یونیورسٹی -

(۲) میں خوشی سے ممیرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہون کہ جو سردار میاسنگھ صاحب اہلو والیہ نے تیار کیا ہے من نے اسکا تجربہ اپنے ایک زیر علاج مریض مسماۃ اتم دیوی بعمرہ ۴۰ سال سکنہ لاہور پر کیا ہے مریضہ مذکورہ کی آنکھون کی پلکون میں خورد خورد دانے نکلے ہوئے تھے اور پڑوال پڑتے تھے اسکی آنکھین عرصہ سے سرخ اور دکھتی رہتی تھین انہین سے کثرت سے مواد نکلتا تھا - اسکی بینائی میں اسقدر فرق آگیا تھا کہ سوئی میں دھاگا بھی نہیں پرو سکتی تھی اور وہ اون اشیاء کو جو اُس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھیں صفائی سے نہین دیکھ سکتی تھی مریضہ مذکورہ نے تین روز تک سرمہ کا استعمال کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اسی امراض مذکورہ سے کلی صحت پائی - راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و پنشنر آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور -

(۳) میں نے ممیرے سرمہ کا جو کہ سردار میاسنگھ نے تیار کیا ہے اُن مریضوں پر جنکی آنکھین بہت کمزور اور بیمار تھین استعمال کرکے دیکھا مفید پایا میری رائے میں خاص کر اون مریضوں کے واسطے جن کی آنکھون سے پانی جاری رہتا ہے اور دھند اور غبار اور کمزوری نظر ہو یہ سرمہ نہایت مفید ہے - راقم ڈاکٹر بیج لال گھوس رائے بہادر ڈاکٹر ایم ایل ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور حال آنریری سرجن گورنر جنرل ہند -

(۴) میں اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ ممیرکا سرمہ جو کہ سردار میاسنگھ اہلو والیا نے تیار کیا ہے اپنے زیر علاج کئی ایک قسم کے مریضوں پر استعمال کیا - میری رائے میں بینائی قائم رکھنے اور آنکھوں کی بیماریوں سے بچنے کے لئے ممیرے کے سرمہ کا استعمال بہت ہی مفید ہے -

راقم خان بہادر ڈاکٹر سید میر شاہ ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور -

پانچ ہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرکے سرمہ کی سندات میں سے جو قریب بارہ ہزار کے ہیں ایک کو بھی فرضی ثابت کردے تو اُسکو مبلغ پانچہزار روپیہ انعام دیا جائیگا جو لاہور کے نیشنل بنک میں اسی مطلب کے لئے ۱۲ مارچ ۱۸۹۹ء میں جمع کیا گیا ہے -

انوار احمدیہ پریس میں شیخ یعقوب علی تراب کے اہتمام سے مقام قادیان چھپکر شائع ہوا